

# سراج مشرق



مَوْلَانَا

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

# سراج منیر

مؤلفہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ



ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم، اے جناح روڈ کراچی

پاکستان ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء

Marfat.com

Marfat.com

## بلتے کے پتے

- ۱۔ کراچی کیمیکل انڈسٹریز لمیٹڈ، زیب النساء اسٹریٹ، صدر، کراچی
- ۲۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم۔ اسے جناح روڈ، کراچی
- ۳۔ مرکزی مجلس رضا نوری مسجد، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور
- ۴۔ مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ، سیالکوٹ
- ۵۔ حاجی رفیق الدین صاحب، سٹلائٹ ٹاؤن، مکان نمبر بی، ۳، ۴،  
راولپنڈی
- ۶۔ مولانا تاج محمد صدیقی القادری، مکان نمبر ۳۳۳، کوچہ سید  
محمد زماں شاہ، محلہ یکہ ٹوٹ پشاور
- ۷۔ مولانا عبدالکریم قادری، عزیز یہ جلالیہ اسلامیہ مدرسہ، ملفت بنگلہ،  
ضلع فرید پور (بنگلہ دیش)
- ۸۔ مفتی محمد مکرم احمد، مسجد جامع فتح پوری، دہلی
- ۹۔ پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش، مکتبہ وارثیہ، لال چند آباد،  
میر پور خاص (ضلع مظفر پارکر،  
سندھ)



# فہرست

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر حالات

- (ا) نسب شریف
- (ب) ولادت باسعادت
- (ج) ایام رضاعت اور یتیمی
- (د) ایام طفولیت
- (ه) کفالت
- (و) نکاح اور سفر شام
- (ز) رسالت
- (ح) مصیبت و الم اور دعوت و ہجرت
- (ط) آثارِ فراق
- (ی) فرقت و رحمت
- (ک) مہجورانِ غم

۲۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند معجزے

۳۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند فرامین

- (ا) شاہ روم، ہرقل کے نام  
 (ب) شاہ جیشہ، نجاشی کے نام  
 (ج) شاہ فارس، کسریٰ کے نام
- ۴۔ موت، متعلقات موت اور زیارت قبور کے  
 متعلق چند احادیث۔



# مدنی ترانہ

طلع البدر علينا من ثنات الوداع

مدینہ کی پہاڑیوں سے چودھویں کا چاند طلوع ہو رہا ہے !

وجب الشکر علينا ما دعا لله داع

جب تک اللہ سے مانگنے والا مانگتا رہے گا، ہم پر (اس احسانِ عظیم کا)

شکر ادا کرنا واجب رہے گا

ایہا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

اے ہمارے پاس بھیجے جانے والے آپ ایسا حکم لے کر آتے ہیں

جو مانا ہی جائے گا۔



## تقدیم

پیش نظر رسالہ ”سراج منیر“ ایک مترجم قرآن پاک کے ابتدائی صفحات سے لیا گیا ہے جو ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۱ء میں دہلی سے شائع ہوا تھا۔ اس وقت ضرورت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ سے زیادہ سے زیادہ واقفیت حاصل کی جائے اور دل و جان سے اس اسوۂ حسنہ پر عمل کیا جائے۔ اس مختصر رسالے میں اس عظیم سیرت کے بعض پہلو سامنے آئیں گے، وہ بھی جو عقل میں آتے ہیں اور وہ بھی جو عقل سے ماوراء اور دل سے قریب ہیں۔ مطالعہ سیرت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشِ عظمت دل میں ابھرتا ہے اور پیروی سنت کے لیے حرکت پیدا ہوتی ہے۔ عظمت سے محبت جنم لیتی ہے اور محبت سے سنت میں لذت آتی ہے۔ بغیر احساسِ عظمت اور بغیر پرورشِ محبت، سنت پر عمل کرنے والا حقیقی لذت سے محروم رہتا ہے۔

جس ترجمہ قرآن کا اوپر ذکر کیا گیا وہ مولوی سید محمد شفیع الدین مرحوم نے اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی سے چھپوا کر شائع



کیا تھا — اس میں دو ترجمے ہیں، پہلا اردو ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، دوسرا ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی ترجمہ کا اردو ترجمہ ہے جو بقول جناب سید مظہر الدین صاحب (فرزند اکبر مولوی سید محمد شفیع الدین مرحوم) حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ نے کیا تھا اور یہ ہدایت فرمائی تھی کہ یہ خدمت محض رضائے الہی کے لیے کی ہے اس لیے ترجمہ پر نام نہ لکھا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا — اس پر تفسیری حواشی ہیں جو سبجائے خود ایک مبسوط تفسیر ہیں۔ یہ ترجمہ تفسیر راقم کے پاس موجود ہے اس پر کسی مترجم کا نام نہیں، اس سے اس روایت کی تصدیق ہوتی ہے۔

اس ترجمہ قرآن کے ابتدائی اوراق سے جو پیش نظر تفصیلات اخذ کی گئی ہیں ان کا عنوان ہے :

مختصر سوانح عمری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے نیچے لکھا ہے :

از جناب حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس حصے کا ترجمہ بھی حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ نے کیا ہے بلکہ ممکن ہے کہ یہ انہیں کی تصنیف ہو کیوں کہ سوانح کے ساتھ معجزات، فراین اور احادیث کا اضافہ حضرت مفتی اعظم ہی کا معلوم ہوتا ہے۔ بعض داخلی شواہد اس شبہ کی تائید کرتے ہیں — بہر کیف

فرصت ملی تو یہ معلوم کیا جائے گا کہ یہ سوانح اور دیگر تفصیلات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی کس تصنیف سے لی گئی ہیں اس کے بعد ہی اس کے مصنف اور مترجم کے بارے میں قطعی طور پر کوئی رائے قائم کی جاسکے گی۔

محترم شیخ محمد رفیع صاحب دوانی والا (مرحوم و مغفور) کے علم میں جب یہ بات آئی کہ ترجمہ قرآن ان کے مرشد طریقت حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ سے منسوب ہے تو ان کو اس کی طباعت کی لگن پیدا ہوئی اور ان کے چھوٹے صاحبزادے عزیزم صبورا احمد سلمہ اللہ تعالیٰ نے بڑی دل چسپی لی۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں شیخ محمد رفیع صاحب مرحوم کا مختصر ذکر کر دیا جائے کیوں کہ انہیں کے ایصالِ ثواب کے لیے یہ رسالہ شائع کیا جا رہا ہے۔

الحاج شیخ محمد رفیع صاحب دہلی ہیں پیدا ہوئے، انگریزی دوا فروشی کا مشغلہ اختیار کیا، ۱۹۲۶ء میں جب پاکستان آئے تو کراچی میں انگریزی دوا سازی کا سلسلہ شروع کیا اور کراچی کیمیکل انڈسٹری لمیٹڈ کے مینجنگ ڈائریکٹر ہوئے۔

شیخ صاحب مرحوم و مغفور، مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ (م - ۱۹۶۶ء) سے شرفِ بیعت رکھتے تھے، ان کو اپنے مرشد سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی، اگر یہ کہا جائے کہ فنا فی الشیخ تھے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

وہ نیک دل اور پارسا تھے، تقویٰ شعاری کا یہ عالم تھا کہ بینک میں جمع شدہ رقم پر سود نو سو دہلکہ ہر وہ نفع جس میں سود کا ثابہ بھی ہوتا کبھی نہ لیتے۔۔۔۔۔ امانت داری میں یگانہ روزگار تھے۔۔۔۔۔ صلہ رحمی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے، اپنے اور بیگانے سب سے ملتے تھے، تعلق کسی سے نہ توڑتے، جوڑنے کی فکر میں لگے رہتے، وہ طائر چین کی طرح ملتے ملائے رہتے تھے، ان کے دسترخوان پر روزانہ کوئی نہ کوئی مہمان ہوتا، کھلا کھلا کر خوش ہونے۔۔۔۔۔ غیبت سے کوسوں دور رہتے، کوئی کسی کی برائی کرتا، بڑے پیار سے انداز سے بات کا رخ بدل دیتے۔۔۔۔۔ انتقال سے ایک دو روز قبل کہا کہ ”ہم ان سے بھی خوش ہیں جنہوں نے ہم کو تکلیف پہنچائی۔۔۔۔۔ اللہ اکبر۔۔۔۔۔ یہ بڑے حوصلے کی بات ہے، یہ بڑی عزیمت کی بات ہے۔۔۔۔۔ اور یہ وصیت کی کہ مرنے کے بعد تجھیز و تکفین اور تدفین میں جلدی کرنا، کسی کا انتظار نہ کرنا۔۔۔۔۔ خدا کی شان، تو انا و تندرست، ہشاش بشاش، چلتے پھرتے رہے، نہ کوئی بیماری نہ کوئی روگ، موت کا وہم و گمان بھی نہ تھا، ایک روز قبل راقم سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔۔۔۔۔ انتقال سے چند منٹ قبل المرکز الاسلامی میں قربانی کی کھالیں دے کر آئے، مرتے دم تک دین کی خدمت میں لگے رہے۔۔۔۔۔ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ (۱۴ نومبر ۱۹۷۸ء) المرکز الاسلامی سے گھر واپسی کے فوراً بعد جان عزیز جان آفرین کے سپرد کر دی۔۔۔۔۔

کسی کو خیر بھی نہ ہوئی کہ کب آتے اور کب گتے۔ اِنَّ لِلّٰہِ وَاِنَّا لَکَبِیْرٌ رَّجُوْنٌ  
صبح ۹ بجے انتقال ہوا اور سہ پہر ۳ بجے قبر میں اتار دیا گیا۔  
چند گھنٹوں کے اندر اندر یہ قیامت برپا ہو گئی۔

۵

آئے بھی اور گتے دل بھی وہ لے کر نکلیں  
ہاتے کیا کیا نہ ہوا ہم کو خیر ہونے تک!  
انتقال سے چند روز قبل اپنے مرشد طریقت کے ترجمہ قرآن  
کی اشاعت کے سلسلے میں ایک دو پبلیشرز کے ہاں گتے۔  
لگن لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اسی قرآن پاک کے آغاز میں حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مبارک، فرامین مبارک اور احادیث  
شریف شامل ہیں جو اس وقت "سراج منیر" کے عنوان سے پیش کی  
جا رہی ہیں، یہ تفصیلات ترجمہ قرآن کے صفحہ ۱۲ سے ۱۸ تک پھیلی  
ہوئی ہیں۔

شیخ محمد رفیع صاحب کے چھوٹے صاحبزادے عزیزم  
صبور احمد سلمہ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ سر دست اس حصے کو از سر  
نو مرتب کر کے شیخ صاحب مرحوم و مغفور کے ایصالِ ثواب کے  
لیے شائع کر دیا جائے، موصوف ہی کی خواہش پر اس کو مرتب کرایا  
گیا۔۔۔۔۔ ترجمہ میں یہ تفصیلات پرانی طرز پر لکھی ہوئی تھیں  
چنانچہ ان کو از سر نو جدید اسلوب تحریر کے مطابق لکھوایا گیا اور  
نئے عنوانات قائم کیے گئے۔۔۔۔۔ یہ کام حضرت مفتی اعظم ہند  
علیہ الرحمہ کی خواہش پر ادی سلمہ نے رضائے الہی کے لیے انجام

دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور شیخ محمد رفیع صاحب مرحوم کے صاحب زادگان سلمہ الرحمن کے درجات بلند فرمائے کہ انہوں نے سیرت رسول کریم علیہ التَّحِيَّةُ وَالتَّسْلِيمُ کو عام کرنے کے لیے قابلِ تقلیدِ اخلاص کا مظاہرہ کیا، آمین بجا سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

محمد مسعود احمد عفی عنہ

پرنسپل، گورنمنٹ سائنس کالج  
سکوند (ضلع نواب شاہ سندھ)

۵ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

مطابق

۲ مارچ ۱۹۷۹ء



# سراج منیر

## نسب شریف :

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم  
 بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن  
 غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن  
 الیاس بن نضر بن نزار بن معد بن عدنان  
 جناب سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے آپ  
 کو عدنان ہی تک منسوب فرماتے تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام اہنہ بنت وہب بن ہاشم بن  
 عبد مناف ہے۔ آپ کا نسب نامہ تیسری پشت میں آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔ ثانی کا نام  
 ام حبیبہ بنت اسد ہے۔

## ولادت باسعادت :

مذہب راجح یہ ہے کہ آپ ابھی بطنِ مادر ہی میں تھے  
 کہ آپ کے والد ماجد دیائے فانی سے رحلت گزری ہوئے۔  
 — آپ عام الفیل، دو شنبہ کے دن بارہویں ربیع الاول ۶۲ھ



ماں سے جا کہا جس سے وہ ڈر گئیں اور آپ کو آپ کی والدہ کے پاس پہنچا دیا۔ غرض یہ آپ چار سال سے کچھ کم حلیہ کی تحویل میں رہے۔

جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر شریف چھ برس کی ہوئی تو ایک روز آمنہ خاتون آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے کر اپنے میکے قبیلہ بنی نجار میں چلی گئیں۔ ایک ماہ وہاں قیام کیا۔ واپسی پر حضرت آمنہ نے ابواہر مقام میں انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئیں۔ تو گویا آپ دو برس اپنی والدہ ماجدہ کی تحویل میں رہے۔

## ایام طفولیت :

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طفلی کے مفصل حالات بہت سے ہیں مختصر یہ کہ آپ بچپن ہی سے نہایت خداترس رحیم، شجاع، متین، صادق القول، باحیا، امین اور بہہ صفات محمودہ منتصف تھے اور جمیع خصائلِ رذیلہ اور افعالِ مذمومہ سے متنفر۔ آپ کبھی برسہ نہ نہیں ہوئے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ قریش مرمتِ کعبہ مکرّمہ کر رہے تھے اور آپ بھی تپھر ڈھورہ تھے جس سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کندھا چھل گیا، عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ کے چچا نے کہا کہ ازار کندھے پر رکھ لو، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ مانتے



تھے، انہوں نے زبردستی رکھ ہی دی اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) برہنہ رہ گئے۔ برہنگی کی وجہ سے آپ اسی وقت بے ہوش ہو گئے۔

## کفالت :

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی والدہ کی وفات کے بعد آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کو پرورش فرمایا، جب عمر مبارک آٹھ برس دو مہینے دس روز کی ہوئی تو آپ کے دادا نے وفات پائی۔ ان کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا ابو طالب نے آپ کو پرورش کیا۔

## نکاح اور سفر شام :

جب عمر شریف آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارہ برس دو مہینے دس روز کی ہوئی تو اپنے چچا کے ہمراہ ملک شام کو تجارت کے لیے تشریف لے گئے جب شہر بصرہ پہنچے تو ایک راہب (یعنی آسمانی۔ کا عالم) بھجیرہ نامی نے آپ میں چند علامتیں دیکھ کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پہچانا اور آپ کا دست مبارک پکڑ کر لوگوں سے کہا کہ :

وہی اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو تمام جہان کے لیے رحمت کا سبب بنانے والا ہے، یقین جانو اے لوگو جب تم سب یہاں آئے تو تمام جھاڑوں

اور پتھروں نے ان کو سجدہ کیا ہے۔ جھاڑ اور پتھر  
پیغمبروں کے سوا اور کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔  
بیشک میں نے ان کی تعریف اپنی کتابوں میں دیکھی  
ہے۔“

پھر اس نے ابو طالب سے کہا کہ :  
”تم ان کو ملک شام کی طرف مت لے جاؤ۔ کیونکہ  
وہاں یہودی ان کے دشمن ہیں اندیشہ ہے کہ ان کو  
شہید کر ڈالیں۔“

یہ سن کر ابو طالب نے آپ کو وہاں سے مکہ (مکہ) کو روانہ کر  
دیا۔

اس کے بعد نبی پیغمبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے نکاح  
سے پہلے ان کے غلام میسرہ نامی کے ہمراہ پھر دوسری بار  
تجارت کے لیے ملک شام کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)  
تشریف لے گئے، جب ملک شام میں پہنچے تو ایک راہب  
کے عبادت خانے کے پاس ایک جھاڑ کے نیچے اترے تب  
اس راہب نے کہا کہ :

”اس درخت کے نیچے پیغمبر کے سوا کوئی نہیں اترتا ہے۔“  
میسرہ کہتے تھے :

”کہ جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سفر سے لوٹے  
تو نبی پیغمبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو نکاح میں لائے، اس  
وقت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر شریف پچیس سال دو مہینے

دس روز کی تھی ۔

## رسالت :

جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پتیس سال کے ہوئے خانہ کعبہ کی تعمیر میں شریک ہوئے اور حجر اسود کو اپنے ہی دست مبارک سے رکھا اور جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) چالیس سال ایک روز کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیغمبری پر مقرر فرمایا اور لوگوں کو آتش دوزخ سے ڈرانے اور جنت کی خوشخبری سنا کر دعوت اسلام کرنے کا حکم کیا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) غار حرا میں تھے کہ جبریل (علیہ السلام) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی لائے اور وضو کرایا اور نماز سکھائی ۔

## غار حرا :

یہ ایک غار ہے مکہ معظمہ سے قریب تین میل، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) قبل نبوت اکثر وہاں جاتے اور تنہائی میں ذکر الہی کرتے وہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر سب سے اول وحی نازل ہوئی ۔

## مصیبت و الم اور دعوت و ہجرت :

آپ کی نبوت کا شروع روز دو شنبہ تھا ماہ ربیع اول کی

آٹھویں تھی۔ . . . . بعد اس کے اعلانیہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ظاہر کرنے لگے اور اس کے پیغام پہنچانے لگے اور اپنی قوم کی بہت خیر خواہی کرنے لگے تو مکہ والے کمال نادانی سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایذا کے درپے ہوتے یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اہل بیت کے ہمراہ وہاں کچھ کم تین سال تک رہے۔

سندب ای جانب

۔۔۔۔۔ جب وہاں سے چھوٹے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کی عمر مبارک انچاس برس کی تھی۔

۔۔۔۔۔ بعد اس کے جب آٹھ مہینے اور اکیس روز گزرے

تو ابو طالب (رضی اللہ عنہ) نے وفات پائی۔

۔۔۔۔۔ پھر تین روز کے بعد بی بی خدیجہ (رضی اللہ عنہ) نے

وفات پائی۔

۔۔۔۔۔ پھر جب پچاس برس اور تین مہینے کی آپ (صلی

اللہ علیہ وسلم) کی عمر ہوئی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کی خدمت میں مقام نصیبین کے جنات آئے اور

اسلام سے مشرف ہوئے۔

۔۔۔۔۔ اور جب عمر شریف اکیاون برس اور نو مہینے کی

ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو

معراج سے مشرف کیا۔

۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل (علیہ السلام) نے

آگر چاہ زمزم اور مقام ابراہیم کے بیچ میں سے

Marfat.com

Marfat.com

نازل ہوئی، اس کے بعد حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اکیس روز  
یاسات روز تشریف فرما رہے۔

اس سورۃ مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد صحابہ نے سمجھ  
لیا تھا کہ دین کامل اور تمام ہو گیا تو اب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)  
دنیا میں زیادہ تشریف نہ رکھیں گے چنانچہ حضرت عمر (رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ) یہ سورۃ سن کر روئے، اس سورۃ کے نازل ہونے  
کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ :-  
” ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا  
کہ چاہے دنیا میں رہے چاہے اس کی  
لقا قبول فرمائے اس بندہ نے لقا راہی  
اختیار کی“

یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا:  
”و یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر ہماری  
جانیں، ہمارے مال، ہمارے آبا، ہماری اولادیں، سب  
قربان“

اس کے بعد حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے صحابہ  
(رضی اللہ عنہم) کو جمع کر کے ان کے حق میں دعا خیر فرمائی۔

## فرقت و رحمت :

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے بہت سے نبی آئے  
مگر ان کی وفات ہمارے کچھ بھی کام نہ آئی۔

جب حضرت آدم (علیہ السلام) کا وصال ہونے لگا تو آدم  
 غم میں روتے تھے، حضرت جبریل (علیہ السلام) نے فرمایا  
 کہ :- ”آدم آپ کو کیا غم ہے؟“  
 فرمایا کہ :-

”اے جبریل مجھے یہ غم ہے کہ جس  
 جنت سے مجھے نکالا ہے پھر بھی میں  
 اس میں داخل ہو جاؤں گا یا نہیں؟“  
 حکم الہی نازل ہوا کہ :-

”اے آدم آسمان کی طرف دیکھ لو،  
 یہ جنت تمہارے لیے تیار ہے۔“

آدم علیہ السلام نے جنت کو دیکھا اور خوش ہو کر جان دیدی ،  
 لیکن جس وقت ہمارے شفیع المذنبین، سردارِ دو جہاں محمد رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے، ایام مرض میں ایک دن حضرت  
 جبریل (علیہ السلام) آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-  
 ”اے جبریل کوئی خوشخبری ہو تو  
 سنا دو“

حضرت جبریل (علیہ السلام) نے کہا :-  
 ”یا رسول اللہ دروزخ آپ کے استقبال  
 کے لیے ٹھنڈی کی گئی اور جنت کے آٹھوں  
 دروازے کھولے گئے، حورانِ جنت اور

ملائک آپ کے استقبال کے لیے جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں۔“  
 حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بات سن کر فرمایا کہ :-  
 «مالی و للنار ولی و للجنة» -  
 جبرئیل نہ مجھ کو جہنم سے کچھ مطلب ہے  
 نہ جنت سے تعلق ہے۔ یہ بتاؤ کہ میری  
 اُمت کے لیے کیا تیار کیا گیا ہے؟  
 حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے فرمایا کہ :-  
 «جنت حرام ہے تمام اُمتوں پر جب  
 تک آپ کی اُمت نہ جائے۔»

حضرت نوح (علیہ السلام) کی عمر وصال کے وقت ساڑھے  
 تیرہ سو برس کی تھی۔ جب ملک الموت ان کے پاس آئے تو  
 نوح (علیہ السلام) ملک الموت کی صورت دیکھ کر گھبراتے اور  
 یہ کہا کہ :-

«اے ملک الموت تم نے بہت جلدی کی»  
 ملک الموت نے کہا کہ :-

«اے نوح (علیہ السلام) تیرہ سو برس  
 میں بھی آپ کا دنیا کی زندگی سے پیٹ نہیں  
 بھرا؟»

نوح (علیہ السلام) نے کہا «اے ملک الموت میں تو یہ  
 سمجھتا ہوں کہ میں کسی ایسے مکان میں داخل ہوا کہ



جس کے دو دروازے ہیں ایک سے اندر آیا ،  
دوسرے دروازے سے تم مجھے لیتے آگئے ، میں  
اس مکان میں ذرا بھی نہ ٹھہرا ۔“

مگر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ملک الموت  
آتے تو ملک الموت سے بات بھی نہ کی ، فرمایا کہ :-  
”جبریل ابین کہاں ہیں ؟ اے ملک الموت  
جب تک جبریل کی زبانی اُمت کی مغفرت  
کی بشارت نہ سنوں گا ۔ اس وقت تک  
جان نکالنے کی اجازت نہ دوں گا ۔“

سبحان اللہ !

جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس وصال کا پیغام آیا ، گھبرا  
گئے ۔ ملک الموت کے ظمانچہ مارا ، جب وفات پانے پر راضی  
ہوتے تو یہ کہا کہ :

”مجھے بیت المقدس کی سرزمین میں پہنچاؤ ،“

وہاں پہنچا کر میری جان نکلے ۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیت المقدس پہنچایا تب ملک الموت

موسیٰ (علیہ السلام) کی جان نکال کر لے گئے ۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل نے کہا کہ :-

”اگر آپ کی خوشی ہو تو آپ کی وفات

کے بعد آپ کے جسم مبارک کو جنت میں

پہنچاؤں ؟“

فرمایا کہ :-

” نہیں مجھے میری امت کے اندر رہنے  
دو، یہیں اپنی امت کے لیے استغفار  
کروں گا“

آپ پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ اگر امت کی  
نیکیاں زیادہ ہوتی ہیں۔ تو آپ اللہ کا شکر کرتے ہیں اور اگر گناہ زیادہ  
ہوتے ہیں تو آپ جناب الہی ہیں استغفار کرتے اور امت کے  
لیے بخشش کی دعا مانگتے ہیں، پھر کس طرح آپ کی امت آپ  
پر جان قربان نہ کرے؟

تین روز وفات سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف  
لائے، فرمایا کہ :-

” یا محمد ان ربك یقرتك السلام  
وهو لیسل کیف تجداك -

اللہ پاک آپ کو سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد  
کرتا ہے کہ آپ کا مزاج کیسا ہے؟

آپ نے فرمایا :-

” انی اجدنی مغموماً

اسے جبرئیل میں بہت غمگین ہوں“

حضرت جبرئیل (علیہ السلام) مزاج پوچھ کر چلے گئے۔

پھر حضرت جبرئیل (علیہ السلام) تشریف لائے فرمایا کہ :-

” اللہ پاک آپ کو سلام فرماتا ہے اور

فرماتا ہے کہ آپ کو کیا غم ہے، اللہ  
تعالیٰ جانتا ہے لیکن آپ اپنی زبان  
مبارک سے فرمائیں؟

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ :-  
”مجھے گنہگار اُمت کا اس وقت بہت  
خیال ہے۔ گنہگاروں کی مغفرت کس  
طرح ہوگی؟“

حضرت جبریل (علیہ السلام) نے عرض کیا کہ :-  
”اللہی! تیرے نبی یوں ارشاد فرماتے ہیں“  
حکم ہوا کہ :-

”وہ رب العالمین آپ کو سلام فرماتا ہے  
اور ارشاد کرتا ہے کہ اگر آپ کی اُمت  
کا کوئی مسلمان گنہگار مرنے سے ایک  
سال پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرے گا  
ہم اس کی توبہ قبول فرما کر اسے بخش  
دیں گے“

حضور اکرم نے ارشاد فرمایا کہ :-

”اللہی ایک سال کی مدت بہت ہوتی  
ہے اللہی میری اُمت کی مشکل آسان کرو“

یہ سن کر حضرت جبریل (علیہ السلام) چلے گئے، مقوڑی دیر کے  
بعد پھر واپس آئے اور یہ کہا کہ :-

”یا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) رب العالمین  
فرماتا ہے کہ اگر آپ کی امت کا گنہگار  
مرنے سے ایک ہفتہ پہلے توبہ کرے گا  
ہم اس کی توبہ قبول کریں گے“

عرض کیا :-

”یا الہی ایک ہفتہ بہت ہے، اسے  
مرے اللہ امت کی مشکل آسان کر!“  
حضرت جبریل (علیہ السلام) واپس گئے، پھر آئے اور یہ فرمایا کہ:-  
”یا رسول اللہ! رب العالمین آپ کو  
سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے  
کہ اگر ایک ہفتہ کی مدت بہت ہے تب  
ایک ہفتہ توبہ بہت نہیں ہے جو گنہگار  
آپ کی امت کا ہفتہ بھر پہلے مرنے سے  
توبہ کر لے گا وہ بخشا جائے گا“

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عرض کی :-

”یا الہی ایک ہفتہ بہت ہے، الہی معاف  
کر، میری امت کی خطاؤں سے درگزر  
فرما!“

پھر حکم ہوا کہ :-

”جو شخص مرنے سے ایک دن پہلے توبہ  
کرے گا ہم اس کو بخش دیں گے“

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عرض کیا :-  
 ”کہ مولیٰ ایک دن بھی بہت ہے“

پھر حکم دیا کہ :-

”جو شخص مرنے سے ایک گھڑی پہلے  
 توبہ کرے گا وہ اپنے گناہوں سے پاک  
 ہو جائے گا“

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عرض کیا کہ :-  
 ”اے مرے رب ایک گھڑی بھی بہت  
 زیادہ ہے“

یہ سن کہ حضرت جبریل (علیہ السلام) آسمان پر گئے اور پھر  
 واپس آئے اور فرمایا :-

”یا رسول اللہ! رب العالمین جناب کو  
 سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد کرتا ہے  
 کہ اے میرے محبوب اگر مرنے والے  
 گنہگار شخص کی روح حلقوم میں پہنچ جائے  
 اور زبان بند ہو جائے، اگر اپنے دل میں  
 اپنے گناہوں سے نادام ہو جائے گا تو  
 ہیں اسے بخش دوں گا۔ اور کچھ بھی اس  
 کے گناہوں کی پروا نہ کروں گا اور جس  
 مسلمان گنہگار نے توبہ نہ کی اس کو آپ  
 اپنی شفاعت سے بخشو! میں آپ جس کی

شفاعت فرمائیں گے وہ بخشا جائے گا۔“

یہ سن کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دل خوش ہوا اور امت کی طرف سے غم رفع ہوا۔ سُبْحَانَ اللَّهِ! کیا مہربان رؤف رحیم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری ہدایت کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

مہجورانِ غم :

سرورِ انس و جان، رحمتِ عالمیان، شفیعِ المذنبین، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ———— تریسٹھ برس بارہ ربیع الاول ۶۳۰ ہجری چاشت کے وقت سوتے حق راہی ہوئے۔  
إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

## حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات

اس حادثہ جاں گزا سے بعض صحابہ ایسے مدہوش ہو گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا انکار کرنے لگے چنانچہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا یہی حال ہو گیا تھا اور حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) گنگ ہو گئے تھے، اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو سکتہ ہو گیا تھا۔

تمام صحابہ کرام میں سے سوائے حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے کسی کے ہوش بجا نہ رہے تھے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات بی بی عائشہ

(رضی اللہ عنہما) کے مکان میں ہوئی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہیں مدفون ہوئے، بعد آپ کے حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) بھی وہیں مدفون ہوئے۔

## حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے

۱۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں بڑا معجزہ قرآن شریف ہے کہ جس کی ایک سورہ کے برابر کی عبارت بھی کوئی نہیں بنا سکتا اور اس قرآن شریف میں گزری ہوئی اور آئندہ کی سچی سچی غیب کی خبریں بھی موجود ہیں۔

۲۔ ایک معجزہ آپ کا یہ ہے کہ جب معراج سے مشرف ہو کر لوگوں سے بیان کرنے لگے اور بیت المقدس تک اپنے جانے کی خبر دی تو کفار نے اس کو چھٹلایا اور بیت المقدس کی نشانیاں پوچھنے لگے تو بعض ایسے علامات پوچھتے کہ جس میں شب کو آپ نے غور نہ فرمایا تھا، تب اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کا نقشہ آپ کے روبرو ظاہر کر دیا تو آپ نے

خوش ہو کر صاف صاف نشانیاں اس کی بیان فرما کر  
سب کو شرمندہ کر دیا۔

۳- اور ایک معجزہ آپ کا یہ ہے کہ اپنی انگشت مبارک  
سے اشارہ کر کے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔

۴- اور ایک معجزہ آپ کا یہ ہے کہ جب کفار بدکار  
آپ کو شہید کر دینے کے ارادے سے آپ کے  
مکان پر جمع ہوئے۔ تب آپ کے نکلتے ہی سبھوں  
تے سر نیچے کر لیے اور ان سب کی ٹھوڑیاں ان کے  
سینوں تک جا لگیں تو آپ نے ایک مٹھی خاک لے  
کر ان کے سروں پر ڈال کر فرمایا شاہت الوجوه  
یعنی برے ہو جاویں منہ ان کے۔ آخر ایسا ہی ہوا  
کہ جن کے سروں پر وہ مٹی پڑی سب کے سب  
جنگ بدر میں مارے گئے۔

۵- اور ایک معجزہ آپ کا یہ ہے کہ جب جنگ حنین میں ایک  
مٹھی خاک اپنے دشمنوں کے منہ پر پھینکی تو اللہ تعالیٰ  
نے ان سب کو شکست فاش دی۔

۶- اور ایک معجزہ آپ کا یہ ہے کہ جب آپ غار میں جا  
کر چھپے تو مکڑی نے اس غار کے منہ پر جال تن دیا  
تاکہ دیکھنے والوں کو معلوم ہو کہ اس میں کوئی نہیں  
ہے۔

۷- اور ایک معجزہ یہ ہے کہ جب آپ مدینہ منورہ کو



جانے کو نکلے تو آپ کو پکڑنے کے لیے سراقہ بن مالک  
آپ کے پیچھے نکلا جب قریب پہنچا تو اس کے  
گھوڑے کے پاؤں سخت زمین میں دھنس گئے اور  
آگے بڑھ نہ سکا۔

۸ - ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک بار آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)  
نے ایسی بکری کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا کہ ابھی نہر کی صورت  
نہیں دیکھی تھی سو وہ آپ کے دست مبارک کی برکت  
سے دودھ دینے لگی۔

۹ - ایک معجزہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے راستہ میں ایک  
بڑھیا اُمّ معبد نامی کی بکری جو بالکل ضعیف تھی آپ  
کے دست مبارک اس پر پھرنے سے بہت دودھ  
دینے لگی حالانکہ اس میں اس سے پہلے کچھ دودھ نہیں  
تھا۔

۱۰ - ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک قتاوہ بن النعمان کی آنکھوں  
میں زخم ہو کر پانی رخسارہ پر سے بہنے لگا آپ نے  
اس کو اٹھا کر اپنے دست مبارک سے اس کی جگہ پر  
لکھ دیا تو آپ کے دست مبارک کی برکت سے ان  
کی آنکھ اچھی ہو گئی بلکہ پہلے سے زیادہ بہتر اور جمال  
والی ہو گئی۔

۱۱ - ایک معجزہ یہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ  
حایبہ میں مکہ معظمہ کے قریب جنگل میں تشریف رکھتے

تھے ایک ہزار پانچ سو صحابہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھے جب عصر کی نماز کا وقت آیا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وضو کے لیے پانی طلب کیا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سارے لشکر میں پانی کا پتہ نہیں ہے، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قدرِ قلیل جس قدر ممکن ہو سکے پانی لشکر میں سے جمع کرواؤ۔ نہایت مشکل سے سارے لشکر کی مشکبیں پانی کے برتن سچوڑ کر ایک پیالہ پانی کا جمع ہوا، وہی حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر کیا، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بسم اللہ کہہ کر اپنا دست کرم پیالہ میں رکھا، آپ کا ہاتھ رکھنا تھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی برکت سے پیالہ سے پانی کا چشمہ جاری ہوا، سارے لشکر والوں نے خود پیا، لشکر کے جانوروں کو پلایا، لشکر والوں نے مشکبیں اور پانی کے برتن بھرے، سب نے وضو کیا۔

کسی نے حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا۔  
 ”بھلا تم کتنے آدمی تھے جو پانی پینے میں شامل تھے؟“  
 حضرت جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا۔

”ہم تو کل ایک ہزار پانچ سو تھے۔ لیکن اگر لاکھ بھی ہوتے تو بھی وہ رحمت کا پانی سب کو کافی تھا۔“

## نگتہ

۱۔ یہ پانی آب زمزم سے افضل ہے۔ کیونکہ زمزم حضرت جبرئیل (علیہ السلام) کے ہاتھ سے مکہ کی زمین سے نکالا ہوا ہے۔ مگر یہ پانی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر جسم اطہر کے درمیان سے نکلا ہے۔

۲۔ زمزم، جبرئیل (علیہ السلام) کے پر نے کھودا، یہ پانی حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ سے جاری ہوا۔

۳۔ زمزم زمین سے نکلا، یہ خاص حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جسم اطہر سے نکلا۔

پس جیسا فرق زمین کو اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جسم اطہر کو ہے وہی فرق آب زمزم اور اس معجزہ کے پانی کو ہے۔

یہ پانی کوثر کے پانی سے بہتر ہے۔ وہ فرشتوں کے ہاتھ سے پیدا ہوا، اور یہ سید اولین و آخرین کے دست مبارک سے پیدا ہوا پس جو فرق ملائکہ کے مرتبہ کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مرتبہ سے ہے وہی فرق کوثر کے پانی کو اس معجزہ کے پانی سے ہے۔ اگلے انبیاء علیہ السلام نے پتھروں سے پانی نکالا، درختوں سے پانی نکالا مگر جسم اطہر سے کسی پیغمبر نے پانی نہیں نکالا، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ

سے امت کے لیے اس طرح پانی نکلا جیسے مہربان ماں کے سینہ سے بچے کے لیے دودھ نکلتا ہے۔ اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپس میں سگے بھائیوں سے زیادہ باہم محبت تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے ماں باپ سے زیادہ الفت تھی۔ سارے صحابہ باہم گویا دودھ شریک بھائی ہو گئے تھے اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ماں باپ سے زیادہ امت پر شفیق ہیں۔ سبحان اللہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا رحمت والے نبی تھے!

۱۲- اور ایک معجزہ یہ ہے، مدینہ طیبہ میں ایک سال قحط سالی ہوتی مینہ نہیں برسا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز کا خطبہ غزا رہے تھے، ایک اعرابی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جانور ہلاک ہوئے، کھیت، درخت خشک ہو گئے، غریب لوگوں کے بچے فاقہ سے مرنے لگے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مینہ برساتے! یہ سن کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خطبہ میں اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا۔ کہ بڑے اے اللہ مینہ برسا دے! خشک زمین کو تر، سوکھے کھیتوں، مردہ زمین کو زندہ کر دے!

صحابہ کہتے ہیں کہ: ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہاتھ اٹھانے سے پہلے آسمان پر ابر کا نام اور نشان نہ تھا، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ اٹھاتے ہی پہاڑوں کی طرح بادل اٹھ کر آئے اور اسی وقت برسنے لگے اور مسجد نبوی سے پانی ٹپک کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سر مبارک سے بہتا ہوا ریش مبارک سے ہوتا ہوا، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لباس پر گرتا تھا۔ . . . اس جمعہ سے برابر دوسرے جمعہ تک مینہ برستا رہا جب دوسرے جمعہ کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) جمعہ کا خطبہ فرمانے کھڑے ہوئے کہ پھر ایک اعرابی نے عرض کیا کہ :-

”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش کی کثرت سے اندیشہ ہلاکت کا ہے۔“

یہ سن کر حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خطبہ میں دعا فرمائی -

”واللہی مدینہ کی بستی ہیں کھل جائے، جنگلوں ہیں برسے، دریا ہیں برسے، ضرورت کے موقعہ پر برسے۔“

اس دعا کے ساتھ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہاتھ کا اشارہ آسمان کی طرف کیا۔ صحابہ (رضی اللہ عنہم) قسم کھا کر فرماتے ہیں - ”آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ کے اشارے کے ساتھ بادل پھٹتا تھا اور اشارہ کے ساتھ مینہ کھلتا تھا۔“

## نتیجہ :

مسلمانوں! زمین آپ کی اطاعت کرے، آسمان آپ کی اطاعت کرے۔ ہوا آپ کی مطیع ہو، پانی مطیع ہو، بادل آپ کی دعا سے برسے، آپ کی دعا سے کھلے۔ مگر اطاعت نہ کرے کون؟ انسان! پھر آپ کی امت کا مسلمان! — برت اور غیرت کی جگہ ہے۔

۱۳۔ اور ایک معجزہ یہ ہے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کے بعد ایک دن آپ کے چچا ابو طالب آپ کے ساتھ کسی سفر میں تھے، راستہ میں ابو طالب کو پیاس لگی، اس وقت وہاں نہ پانی پاس تھا نہ جنگل میں کہیں پانی کا پتہ تھا، ابو طالب نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پیاس کی شکایت کی، حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سواری سے اتر کر زمین پر پیر مارا، فوراً زمین سے چشمہ مٹھے پانی کا جاری ہوا۔ ابو طالب نے اس چشمہ سے پانی پی لیا۔

## نتیجہ :

کافروں کے لیے تحشک زمین سے شیریں پانی پلانا جس مبارک نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ادنیٰ فیض تھا، بھلا حشر میں جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) حوضِ کوثر پر ہوں گے اور آپ کی امت کے مسلمان پیاسے حشر کی پیاس (کی شکایت) کرتے ہوئے حضور (صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گے تب کس طرح  
آپ ہر ایک پیاسے کو شادہ فرمائیں گے۔ آپ  
ضرور سیراب فرمائیں گے سچا س ہزار برس کی پیاس  
ضرور بجھائیں گے۔

۱۲۔ اور ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک دن سفر کے موقعہ  
پر حضرت اسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا کہ  
”اے اسامہ استنجا کرنے کے قابل کوئی پردہ کی جگہ  
ہے؟“

اسامہ نے عرض کیا: ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم) دور تک صحابہ کا لشکر ٹھہرا ہوا ہے اور  
یہاں قریب میں کوئی جگہ جناب کے قابل پردہ کی  
نظر نہیں آتی۔“

یہ سن کر حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:  
”دیکھو اے اسامہ یہ درخت کھجور کے جو الگ  
الگ کھڑے نظر آتے ہیں اور یہ پہاڑی پتھر جو دور  
دور پڑے دکھائی دیتے ہیں ان کو حکم دو، ان سے  
جا کر کہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے  
ہیں تم آپس میں مل جاؤ اور پتھر و تم درختوں کے بیچ  
میں دیوار بنا کر تیار کرو، حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)  
تمہارے پیچھے استنجا فرمائیں گے۔“

حضرت اسامہ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)

کا یہ پیغام لے کر درختوں، پتھروں کے پاس گیا، سنتے ہی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم فوراً کھجوروں کے درخت آپس میں مل گئے اور درختوں کے درمیان جو جگہ خالی رہی تھی اس میں پتھروں نے جمع ہو کر دیوار بنائی۔“

جب حضور استنجے سے فارغ ہوئے تو فرمایا:  
”سامہ ان سے کہو کہ وہ سب اپنی اپنی جگہ واپس ہو جائیں۔“

یہ سن کر حضرت اسامہ نے اشارہ کیا۔ پتھر، درخت سب الگ الگ ہو کر اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

سبحان اللہ! کیا تیرا احسان ہے جہاں بھر کے حاکم ساری دنیا پر حکومت کرنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم گنہگاروں کا عاشق اور ہم خطا کاروں کا شیدائی بنایا، ہمارے غم نے انہیں راتوں رات لایا۔ ہمارے فکر نے انہیں بہت سا جگایا، کم سلا یا۔

نتیجہ :

درختوں، پتھروں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم کے حکم سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے صف بستہ ہو کر پردہ کی دیوار تیار کر دی، ہم انسان ہو کر پھر مدعی اسلام ہو کر افسوس ہم نے دنیا میں آن کر گھاس مچھونس، درختوں، پتھروں کے برابر



بھی خدا کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت  
نہ کی۔ شرم کی جگہ، غیرت کا مقام ہے۔

اور ایک معجزہ یہ ہے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) -۱۵  
ایک سفر کے موقع پر زمین پر لیٹے ہوئے سوتے تھے،  
بہت دور سے ایک درخت کیکر کا آیا اور سات  
مرتبہ جناب کے صدقے ہو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)  
کا طواف کیا، جب حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)  
سوتے اٹھے، فرمایا:-

”اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے اجازت لی تھی کہ  
مجھے آکر سلام کرے۔ خدا نے اسے اجازت دی آل  
لیے یہ درخت آیا اور میری زیارت کر گیا۔“

ایک معجزہ یہ ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم -۱۶  
ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے، وہاں  
حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جمعہ قائم کیا، جب  
حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خطبہ فرمانے کی ضرورت  
ہوتی آپ مسجد کے ستون سے جو خشک کھجور کا  
درخت تھا پشت مبارک لگا کر خطبہ فرماتے تھے،  
ایک دن ایک انصاری عورت نے عرض کیا:  
یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ فرمائیں تو یہ  
انصاری اپنے غلام سے جو بڑھئی کا کام جانتا ہے  
آقا کے لیے ایک کاٹھ کا ممبر بنوادے۔“

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا۔ ”کہ اچھا! یہ سن کر وہ عورت چلی گئی اور دو تین روز کے بعد تین سیڑھی کا ممبر بنوا کر لائی اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تحفہ قبول فرما کر اس پر خطبہ فرمایا، وعظ کہنا شروع کیا۔ آج پہلا موقعہ ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اس قدیمی لکڑی کو چھوڑ کر ممبر پر جلوہ فرما ہوتے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ٹھوڑا ہی سا خطبہ فرمایا تھا کہ اس خشک ستون سے رونے کی آوازیں، چیخیں مارنے کی صداہیں بلند ہوتی ہیں بچکیاں لینا، سسکیاں بھرنا، بچہ کی طرح ماں کی جدائی میں چیخیں مار کر رونا، غل مچانا، شروع کیا۔ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) ستون کے رونے سے بے چین ہو گئے، ممبر سے اتر کر اس رونے والے اور عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جان کھونے والے ستون کے پاس آئے، اسے گلے لگا کر بہت تسلی دی، اس سے کلام کیا، اسے چپ کیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ: ”یہ تسلی نہ دیتا تو وہ ستون قیامت تک روتا ہی رہتا۔“

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا،

”اے ستون تیرا کیا مطلب ہے تو کیوں روتا ہے؟“

ستون نے عرض کی: ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) روتے کا سبب، جان دینے کا باعث، محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) دو جہان کی جدائی ہے۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہلے تو آپ مجھ سے کمر لگا کر خطبہ فرماتے تھے اور میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جمال اور جلیب رب العالمین کے وصال سے مشرف رہا کرتا تھا مگر اب میری کم نصیبی، محرومی قسمت سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے چھوڑ کر ممبر پر اجلاس فرمانے تشریف لے گئے۔“

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔  
 ”اے ستون اگر تو چاہے تو خدا تجھے دنیا میں سرسبز درخت بنا دے۔ تیرے پھل سارا جہان کھائے۔ اگر تو چاہے تو آخرت میں خدا تجھے سرسبز کرے، جہاں تیرے پھل اولیاء اللہ کھائیں گے۔ اس ستون نے عرض کیا کہ: ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں وہی بات پسند کرتا ہوں جس کی بقا ہمیشہ رہے، میں فانی بقا کو پسند نہیں کرتا۔ بلکہ مجھے آخرت کی زندگی ملنی چاہیے کہ جہاں میرے پھل اولیاء اللہ کھائیں گے۔“  
 اللہ اکبر! کیا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا روحانی فیض تھا! چند مرتبہ ایک خشک لکڑی سے کمر لگا کر خطبہ فرمایا تھا، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

پشت مبارک کی تاثیر سے مردہ درخت میں اعلیٰ درجہ کا عشق، اعلیٰ درجہ کا فہم، اعلیٰ درجہ کی حق شناسی، اعلیٰ درجہ کی فانی اور باقی میں تمیز پیدا ہوئی۔ جب پشت کی لکڑیوں پر اتنا فیض تھا تب صحابہ جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرہ انور کے سامنے بیٹھ کر فیض لیتے اور خطبہ سنتے اور زیارت کرتے تھے وہ کس قدر حق آگاہ اور باخدا ہوتے ہوں گے۔

نکتہ :

چونکہ یہ درخت عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تھا اس لیے اس نے پھلوں کا ولیوں کو نبیوں کو کھلانا پسند کیا، یہ درخت بھی عاشق تھا۔ اولیاء اللہ بھی عاشق الہی ہوتے ہیں۔ سچ ہے "ہر چیز اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے" ہمیں بھی حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہونا چاہیے اور ایک خشک درخت سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

۱۷۔ ایک معجزہ یہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قدیک نامی نابینا نے حاضر ہو کر اپنی بنیائی کے جاتے رہنے کی شکایت کی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اندھے کی آنکھوں پر دم کیا۔ اپنا لعاب مبارک اس کی اندھی آنکھوں میں لگایا، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دم کرنے ہی فوراً اس کی

دونوں آنکھیں روشن ہوئیں اور تیز بصارت خدانے اسے عطا کی کہ اسٹی برس کی عمر میں باریک سوئی ہیں ڈورا پروتا تھا۔

۱۸- ایک معجزہ یہ ہے کہ جنگ احد میں قتادہ بن نعمان صحابی کی آنکھ میں کسی کا تیر لگا جب تیر آنکھ سے نکالا گیا، تیر کے ساتھ آنکھ باہر آن پڑی۔ قتادہ نے آنکھ کو ہتھیلی پر لیا اور اسی طرح حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر آنکھ کے اچھا ہونے کی درخواست کی، حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا :-

”و اگر صبر کرو تو تم کو جنت ملے“، عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ میرے لیے دعا فرمائیں کہ جنت بھی ملے اور میری آنکھ بھی اچھی ہو جائے۔“ یہ سن کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے دستِ کرم سے آنکھ کو اٹھا کر آنکھ کی جگہ رکھا، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ کی برکت سے فوراً آنکھ اچھی ہوتی۔ خون بند ہوا۔ سارا درد جانا رہا۔ اب اس معجزہ والی آنکھ کی حالت یہ تھی کہ یہ آنکھ کبھی رکھنے نہ آتی تھی۔ اور اس آنکھ سے رات گئے اندھیرے میں بھی نظر آتا تھا۔

۱۹- ایک معجزہ یہ ہے، حضرت انس کے پاس ایک

دستر خوان تھا جس پر آپ کسی تقریب کے وقت کھانا کھاتے تھے، ایک دن کچھ عہمان آپ کے پاس آئے، آپ نے کھانا طلب کیا، خادمہ اسی دسترخوان میں کھانا لائی، آپ نے اسے میلا دیکھ کر خادمہ سے فرمایا کہ اسے تندور میں ڈال دو، خادمہ نے وہ دسترخوان جلتی آگ میں ڈال کر تھوڑی دیر میں جب اسے تندور میں سے نکالا تو وہ دسترخوان نہایت سفید ہو کر آگ سے نکلا، بجائے جلنے کے اُجلا ہو کر باہر آیا، عہمانوں نے اس کا سبب پوچھا، حضرت انس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ یہ دسترخوان تبرک ہے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک دن اس سے اپنا منہ ہاتھ پونچھ کر مجھے عطا فرمایا تھا۔ اب اس کپڑے پر آگ حرام ہے، یہ کسی طرح آگ میں نہیں جلتا۔ جب کبھی وہ میلا ہو جاتا ہے ہم اسے آگ میں ڈال کر اُجلا کرتے ہیں۔“

ایک معجزہ یہ ہے ایک دن دو صحابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عشا کی نماز کے بعد حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کرنے، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلام سے مستفیض ہوتے ہوئے رہ گئے، اس عرصہ میں رات زیادہ آئی اندھیرا ہوا، جب یہ دونوں صحابی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)

-۲۰-

کی خدمت عالی سے رخصت ہو کر اپنے گھر جانے لگے تو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ دو تم لوگ اندھیری رات میں گھبراؤ نہیں، تمہارے ہاتھ کا عصا مشعل کی طرح روشن ہو کر تمہیں راستہ دکھائے گا۔ جب یہ دونوں صحابی وہاں سے رخصت ہو کر مسجد نبوی سے باہر آئے، مسجد سے نکلتے ہی ایک شخص کا عصا خود بخود مشعل کی طرح بغیر آگ تیل کے روشن ہوا، اسی روشنی میں دونوں صحابی راستہ چلتے رہے، جب دونوں شخصوں کا راستہ الگ ہوا اور ایک شخص جن کا عصا پہلے سے روشن تھا۔ اپنا عصا لے کر اپنے گھر چلے اور دوسرے شخص اندھیرے میں رہے۔ فوراً دوسرے شخص کا عصا بھی مشعل کی طرح روشن ہوا اور اپنی اس لکڑی کی روشنی میں دونوں صحابی گھر تک پہنچے۔ صبح کو دیکھا کہ لکڑیوں میں اس کا نشان مطلق نہ تھا۔

### نتیجہ :-

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم سے جب مردہ لکڑیاں روشن اور نورانی ہوئیں تو حضور کے ارشاد اور تعلیم و تلقین سے صحابہ کے دل کس درجہ روشن ہوئے ہوں گے۔

اے خافل مسلمان اگر آج تو انا دل کا روشن ہونا

چاہتا ہے تو درود شریف کی کثرت کر، پھر دیکھ غیب سے کیسا نور تیرے دل میں پیدا ہوتا ہے۔

ایک معجزہ یہ ہے، ایک دن مکہ معظمہ میں ابو جہل لعین اپنے ہاتھ میں کچھ کنکریاں لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم سچے نبی ہو تو بتاؤ کہ میرے ہاتھ میں کیا چیز ہے کیوں کہ جب تم آسمان کی باتیں زمین پر بیٹھے بتا رہے ہو تو ضرور ہے کہ میرے ہاتھ کی مخفی چیز کو بھی آپ بتا دیں گے۔“

یہ سن کر حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ”اے ابو جہل اگر تو یہ کہے تو میں یہ بتا دوں کہ ہاتھ میں کیا ہے اور اگر تو کہے تو جو چیز تیرے ہاتھ میں ہے وہ بولے اور بتائے کہ میں کون ہوں۔“ ابو جہل نے کہا کہ ”حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ بات اور بھی زیادہ اچھی ہے کہ میرے ہاتھ کی چیز بولے اور یہ بتلائے کہ آپ کون ہیں۔“

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ابو جہل کی بات کی کنکریوں کو اشارہ کیا، فوراً ابو جہل کے ہاتھ میں کنکریاں ادا ہوئیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے لگیں۔ اس معجزہ کو مولانا روم بھی اپنی مثنوی



**Marfat.com**

متھی اور اس کے دو بچے بھوکے رہ گئے تھے، اتفاقاً  
 حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ادھر تشریف لے گئے  
 تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کرنے لگی،  
 ”یا رسول اللہ آپ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ کو اس  
 کے ہاتھ سے چھڑوائیے تو میں جلد جا کر بچوں کو دودھ  
 پلا کر واپس آجاتی ہوں۔“

آخر جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو شکاری  
 کے دام سے چھڑوا دیا تو آپ کی اور اللہ تعالیٰ کی  
 گواہی دیتی ہوئی بہر نی چلی گئی۔

۲۷- ایک معجزہ یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے  
 جنگ بدر میں فرمایا کہ اس جگہ ہیں فلاں فلاں کافر مارا  
 جائے گا تو ویسا ہی ہوا۔ اس اس جگہ ہیں فلاں فلاں  
 کافر مارا گیا اور ذرہ برابر بھی آگے پیچھے نہ ہوا۔

۲۸- اور ایک معجزہ یہ ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)  
 نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک جماعت دریا  
 میں جنگ کرے گی اور ان میں ام حرام ہوگی تو ویسا  
 ہی ہوا۔

۲۹- ایک معجزہ یہ ہے کہ جس رات میں اسود عتسی کذاب  
 مارا گیا اسی رات میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)  
 نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا ”کہ آج کی رات  
 فلاں مارا گیا ہے۔ اور فلاں نے اس کو مارا ہے۔“

حالانکہ یہ قصہ گزرا شہر صنعاء میں جو ملک یمن میں ہے۔  
 ایک معجزہ یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے  
 ثابت بن قیس کے حق میں فرمایا تھا کہ یہ زندہ رہے گا  
 نیک حالت سے اور آخر میں شہید ہو جائے گا پس  
 ویسے ہی پیامہ میں شہید ہوتے۔

- ۳۰

ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک بار ایک شخص اسلام سے  
 پھر کر مشرکوں میں جا ملا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے  
 آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خبر دی تو آپ (صلی اللہ  
 علیہ وسلم) نے فرمایا کہ:

- ۳۱

”وہ مر جائے گا تو اس کو زمین بھی قبول نہ کرے گی“  
 آخر ویسا ہی ہوا، جب وہ مر گیا تو جہاں جہاں اس  
 کو دفن کرتے زمین اس کو باہر پھینک دیتی تھی۔

ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک بار ایک پیالہ میں تھوڑا  
 سا پانی باقی رہا تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے  
 چاہا کہ اس میں تمام انگلیاں داخل کریں مگر اس کا منہ  
 چھوٹا تھا۔ چار ہی انگلیاں اس میں رکھیں اور سب  
 کو پانی پلایا تو اتنا پانی جاری ہوا کہ تمام آدمیوں نے  
 اس سے وضو کیا۔

- ۳۲

ایک معجزہ یہ ہے کہ جنگ تبوک میں ایسے مقام پر  
 وارد ہوئے تھے کہ وہاں اتنا پانی تھا کہ ایک ہی  
 آدمی کو کفایت کرے، تمام لشکر میں تیس ہزار آدمی

- ۳۳

تھے، وہ سب پیاسے ہو کر آپ کی خدمت میں عرض کرنے لگے تو آپ نے ایک تیروے کر فرمایا کہ اس کو اس پانی میں کھڑا کر دو، جب تیر کھڑا کیا تو اتنا جوش مارا کہ وہ پانی سارے لشکر کو کفایت کر گیا۔

اور ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک بار چند صحابہ نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے کنویں کا پانی کھاری ہے، تب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی ایک جماعت کو ہمراہ لے کر اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اپنا لعاب دہن مبارک اس میں ڈالا تو اس قدر مٹھا پانی جاری ہوا کہ کتنا ہی پانی اس سے نکالتے تھے تو موقوف نہیں ہوتا تھا۔

ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک بار کسی عورت نے اپنے لڑکے کو آپ کی خدمت میں حاضر کیا اور عرض کیا۔ ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا سر پھوڑوں سے بہت خراب ہو گیا ہے آپ دعا فرمائیے“ تب آپ نے دست مبارک اس کے سر پر رکھا، ہاتھ رکھتے ہی بیماری رفع ہو گئی اور سر کے بال بھی ہموار ہو گئے۔ یہ کیفیت سن کر آلِ پیامہ میں سے ایک عورت اپنے بچے کو میلہ کذاب کے پاس لے گئی جو وہاں جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کرتا تھا، اس نے بھی اپنا ہاتھ بچے کے سر

پر رکھا تو اس بچے کے سر کے تمام بال جھڑ گئے اور یہ بیماری اس کی تمام اولاد میں باقی رہ گئی۔

۳۶- ایک معجزہ یہ ہے کہ حضرت ابو رافع (رضی اللہ عنہ) کا پاؤں جب ٹوٹ گیا تو آپ کا دست مبارک رکھتے ہی ایسا درست ہو گیا کہ گویا کچھ بھی بیماری نہ تھی۔

۳۷- ایک معجزہ یہ ہے شفا اور مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ایک یہودی کو اسلام کی طرف بلایا، یہودی نے کہا کہ: "یا حضرت جب تک میری مری ہوتی لڑکی کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) زندہ نہ کریں اور وہ مردہ دختر زندہ ہو کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی گواہی نہ دے ہیں ہرگز مسلمان نہ ہوں گا"

یہ سن کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ :-  
 "اے یہودی چل، اپنی دختر کی قبر پر مجھے لے چل"  
 حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) یہودی کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے، وہاں جا کر یہودی لڑکی کی قبر پر کھڑے ہو کر یہودی کی لڑکی کا نام لے کر پکارا، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سن کر قبر شق ہو گئی اور قبر کے اندر سے لڑکی زندہ ہو کر پکاری:  
 "لیبیک وسعدیک یا رسول اللہ! کیا ارشاد ہے؟"  
 حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا، "اگر تیرا دل

چاہے تو تو اپنے ماں باپ کے پاس چلی آ، دنیا میں  
زندہ ہو کر رہ۔“ عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ (صلی اللہ  
علیہ وسلم) میں نے اپنے اللہ کو اپنے والدین سے  
زیادہ مہربان پایا ہے اور آخرت کو دنیا سے افضل  
دیکھا ہے اس لیے آپ مجھے میری قبر میں رہنے  
دیں۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس کے مرنے  
کی دعا کی وہ دختر دوبارہ مر کر قبر میں گئی، یہودی  
یہ واقعہ دیکھ کر حیران ہوا اور کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ کا اقرار کیا اور مردہ دختر کے  
والدین مسلمان ہو کر ہمیشہ کی زندگی کے مستحق ہوئے  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز اور روحانی  
فیض نے خدا کے فضل سے مردہ کو زندہ کیا پھر  
مردے نے زندہ ہو کر دو مردوں یعنی کافر ماں باپ  
کو مسلمان کر کے ہمیشہ کے لیے زندہ کیا۔ سبحان اللہ  
کیا فیض ہے۔

۳۸۔ ایک معجزہ یہ ہے ایک دن حضرت جابر نے حضور  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مہمان بلا کر بکری ذبح کی،  
اس کا گوشت پکا کر آپ کے سامنے لائے، حضور  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو گوشت کھا  
لینا ہڈیاں نہ چیانانا، حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)

کے حکم عالی کے مطابق بکری کی ہڈیاں ثابت چھوڑ  
 دیں، جب سب لوگ فارغ ہوتے، حضور اکرم  
 (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سب ہڈیاں جمع کر کے کچھ  
 دعا کے طور پر پڑھا، آپ کا پڑھنا اور بکری کا زندہ  
 ہونا ایک ساعت میں سب کے سامنے ہوا۔

مردہ جانوروں کا زندہ کرنا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)  
 کا ادنیٰ فیض تھا، کافروں، مردہ دلوں کو زندہ کرنا  
 مسلمان بنانا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اصلی مقصد  
 تھا۔ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معجزات دیکھ  
 کر ہزار ہا مسلمان ہوتے تھے مگر جو ازلی گمراہ تھے وہ  
 اس کو جادو سمجھ کر ٹال دیتے تھے۔ لوگوں اگر خدا تعالیٰ  
 نے تمہیں اسلام اور ایمان کی دولت عطا کی ہے تو اس  
 کی انتہا درجہ کی حفاظت کرنا! مسلمانو! سرور کائنات  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سمندر ہے جس کا احاطہ  
 کرنا ناممکن ہے، جو کچھ لکھا گیا ہے قدرِ قلیل بطور نبوت  
 برکت کے لئے تحریر کیا گیا ہے۔ و صلی اللہ تعالیٰ  
 علی رسولہ خیر خلقہ سیدنا مولانا محمد  
 والہ وصحبہ اجمعین۔

# حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند فرامین

عمرة الحدید پیہ اور وفات کے ماہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض اصحاب کو بلوک عرب و عجم و روم کی طرف خطوط دے کر بغرض دعوت اسلام روانہ کیا۔

- ۱۔ سلیط (رضی اللہ عنہ) کو بادشاہ یمامہ کی طرف۔
- ۲۔ علاء (رضی اللہ عنہ) کو بادشاہ بحرین کے پاس۔
- ۳۔ عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) والی عمان کی جانب۔
- ۴۔ حاطب (رضی اللہ عنہ) کو مقوقش بادشاہ اسکندریہ کی طرف۔
- ۵۔ وحیہ (رضی اللہ عنہ) کو قیصر روم کی طرف۔
- ۶۔ شجاع بن وہب (رضی اللہ عنہ) کو بادشاہ دمشق کی طرف۔
- ۷۔ عمرو بن امیہ کو سنجاشی کی طرف۔

مقوقش والی اسکندریہ نے حاطب بن ابی بلنتہ کی کمال عزت کی اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نامہ مبارک کو توقیر کی نگاہوں سے دیکھ کر قبول کیا۔

وحیہ کلبی (رضی اللہ عنہ) جو قیصر کی طرف روانہ ہوتے تھے پہلے وہ بصری میں گئے اور وہاں سے حاکم بصری کے ذریعہ سے قیصر روم ہرقل کے دربار میں پہنچے، اس خط میں یہ



## فرمان تمبرا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

من محمد رسول الله الى هرقل عظيم الروم  
سلام على من اتبع الهدى، اما بعد، فاني ادعوك  
بداية الاسلام اسلم تسلم بوثك الله اجره  
مرتين فان توليت فان عليك اثم الاريسين ويا  
اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم  
ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ  
بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا  
اشهدوا بانا مسلمون -

(ترجمہ) خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو پڑا  
مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (یہ خط ہے) محمد (صلی اللہ  
علیہ وسلم) کی طرف سے جو خدا کا رسول ہے ہرقل کی  
طرف جو روم کا بادشاہ ہے وہ لوگ سلامت رہیں  
جو خدا کی ہدایت کی پیروی کریں اس کے بعد میرا  
مطلب یہ ہے کہ میں تم کو اسلام کا بلاوا دیتا ہوں اگر  
تم مسلمان ہو گئے تو تم (دنیا اور آخرت کی آفتوں) سے  
سلامت رہو گے اور تم کو خدا دو گنا اجر دے گا اور  
اگر تم نے انکار کیا تو تمہاری رعایا کا گناہ بھی تم پر ہے گا  
اے آسمانی کتاب کے ماننے والو! تم ایک ایسی بات

کی طرف آ جاؤ (جس کی بابت خدا کی طرف سے) ہمارے  
 اور تمہارے لیے ٹھیک ٹھیک ایک ہی حکم ہے۔ وہ  
 یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی پرستش نہ کریں اور نہ اس  
 کے کاموں میں کسی کو شریک قرار دیں۔ اگر تم میری ان  
 باتوں سے انکار کرو تو اس بات کے گواہ رہو کہ ہم  
 (ان باتوں میں) خدا کے فرمانبردار ہیں۔

ہرقل نے اس خط کو پڑھ کر اپنے سر آنکھوں پر رکھ کر  
 دریافت احوال کے لیے کمال تلاش سے ان لوگوں کو بلوایا جو  
 آپ کی قوم کے اس کے ملک میں بغرض تجارت گئے ہوتے  
 تھے۔ چنانچہ غزہ سے ابوسفیان وغیرہ طلب ہو کر آئے ہرقل  
 نے ان سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حالات دریافت کیے  
 ابوسفیان اس وقت تک اگرچہ کافر تھے مگر قیصر نے ابوسفیان  
 کے ساتھیوں کو ان کے پیچھے کھڑا کر دیا کہ تم پر خدا کی مار ہو اگر  
 ابوسفیان لے کوئی جھوٹی بات کہی اور تم نے نہ روکا، پھر قیصر  
 نے ابوسفیان سے پوچھا۔

قیصر :- کیا اس شخص کے خاندان میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟  
 ابوسفیان :- نہیں!

قیصر :- کبھی اس شخص نے دنیاوی معاملہ میں جھوٹ  
 بولا ہے؟

ابوسفیان :- نہیں۔

قیصر :- خدا کی قسم ہے کہ جو شخص دنیا کے لیے جھوٹا

تہ ہو وہ خدا کے اوپر جھوٹ نہ باندھے گا۔

قیصر :- اس پر ایمان غریب لوگ لا رہے ہیں یا امیر؟  
ابوسفیان :- غریب !

قیصر :- پیغمبروں کا ہمیشہ سے یہی حال رہا ہے۔ اچھا  
اس شخص کے پیروکار زیادہ ہوتے جاتے ہیں تو  
وہ اپنے آپ کو بڑا بناتا جاتا ہے؟

ابوسفیان :- نہیں، بلکہ فقیرانہ وضع کو پسند کرتا ہے۔  
قیصر :- تم میں اور اس میں لڑائی کا کیا رنگ رہتا ہے؟  
ابوسفیان :- کبھی ہم غالب ہوتے ہیں اور کبھی وہ غالب  
ہوتے ہیں۔

قیصر :- وہ بد عہدی بھی کرتا ہے؟

ابوسفیان :- اب تک تو اس نے کوئی بد عہدی نہیں کی،  
مگر ہمارے آنکے بعد کی ہو تو معلوم نہیں۔  
ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس جھوٹی بات کے سوا اور  
میں کوئی بات نہ کہہ سکا

قیصر :- اس کے پیروکار کبھی اس کے مذہب سے پھر بھی  
جاتے ہیں؟

ابوسفیان :- نہیں !

قیصر :- اس کے پیروکار بڑھتے جاتے ہیں؟

ابوسفیان :- روز بروز زیادہ ہوتے جاتے ہیں !

قیصر :- خدا کی قسم ہے اس شخص کا مذہب یہاں تک پہنچے گا

جہاں ہم موجود ہیں۔

جب ابوسفیان، قیصر کے دربار سے باہر نکلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اپنے ساتھیوں سے کہا کہ: ”دیکھو اس بددین کا اثر یہاں تک بھی پہنچے گا اور قیصر کو ابوسفیان کے جواب سے پوری تشفی ہو گئی۔ آپ کے حالات سن کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کی تصدیق کی اور ایک جلسہ میں نصاریٰ کو جمع کر کے اس امر کو پیش کیا سبھوں نے باتفاق انکار کیا، جلسہ درہم برہم ہو چلا۔ قیصر نے مجلس کا رنگ بدلا دیکھ کر لوگوں کو نرمی سے بلایا اور ابن اسحاق سے روایت کی جاتی ہے کہ اس مجمع کے منتشر ہونے کے بعد قیصر نے اراکین دولت کو طلب کر کے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جزیہ دینے کی یابست گفتگو پیش کی سبھوں نے اس سے انکار کیا پھر اس نے کہا بہتر ہو گا کہ ارض سوریہ (یعنی فلسطین و اردن، دمشق، حمص وغیرہ بلاد شام) دے کر صلح کر لی جائے اراکین دولت نے اس سے بھی انکار کر دیا۔

سجاشی بادشاہ حبشہ کی طرف جو نامہ نامی عمرو بن امینہ الصخری کی معرفت روانہ کیا گیا تھا۔ اس کی عبارت یہ تھی!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ      فرمان نمبر ۲

من محمد رسول الله الى الشجاشي الاصحم،  
العظيم الحبشه سلام عليك فاني احمد اليك  
الله الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن

واشهد ان عيسى بن مريم روح الله وكلمته القاها  
 الى مريم الطيبة البتول المحصنة فحملت بعيسى  
 فخلقه من روحه ونفحة كما خلق آدم بيده  
 ونفحه واتي ادعوك الى الله وحده لا شريك  
 له والمولاة على طاعة تتبغني وتومن بالذي  
 جاءني فاني رسول الله وقد بعثت اليك ابن عمي  
 جعفرًا ومعه نفرًا من المسلمين فاذا جاءوك  
 فاقرهم وددع التعدي واتي ادعوك وجنودك الى  
 الله فقد بلغت ونصبت فاقبلوا نصحي والسلام  
 على من اتبع الهدى

ترجمہ :- خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا  
 مہربان نہایت رحم والا ہے (یہ خط ہے) محمد  
 (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے جو خدا کا رسول  
 ہے۔ سنجاشی اصحم کی طرف جو حبشہ کا بادشاہ ہے  
 تم سلامت رہو۔ میں تمہارے آگے خدا کی تعریف  
 کرتا ہوں کہ وہ بادشاہ دو جہاں پاک سلامتی  
 دینے والا۔ امن میں رکھنے والا اور سب کی  
 حفاظت کرنے والا ہے اور اس امر کا یقین  
 کرتا ہوں کہ مریم کا بیٹا عیسیٰ (علیہ السلام) خدا  
 کا حکم ہے اور اس کا ایک کلمہ ہے جو اس نے  
 پاک اور بتول مریم کو عطا کیا۔ پس مریم کو عیسیٰ

کا حمل رہ گیا اور خدائے عیسیٰ کو اپنی روح اور  
 اپنی پھونک سے پیدا کیا ایسا جیسا کہ اس نے آدم  
 کو پیدا کیا تھا (تم میری بات سنو کہ) میں تم کو اس  
 اکیلے خدا کی طرف بلاتا ہوں جس کے کاموں میں  
 کسی کی شرکت نہیں ہے اور یہ کہ نیک کلام کے  
 لیے ہم ایک دوسرے کی مدد کریں اور یہ کہ تم میرے  
 پیرو ہو جاؤ اور اس بات کو مان لو جو میرے پاس  
 آتی ہے میں خدا کا رسول ہوں میں نے تمہارے  
 پاس اپنے چچا کے بیٹے جعفر کو مع مسلمانوں کی  
 جماعت کے روانہ کیا ہے۔ جب یہ لوگ تمہارے  
 پاس آجائیں تو ان کی مہمان نوازی کی جائے تم  
 زیادتی کو چھوڑ دو کہ میں تم کو اور تمہاری فوجوں کو  
 خدا کی طرف بلاتا ہوں میں نے تمہاری خیر خواہی  
 میں کوشش کی ہے (کاش) تم میری خیر خواہی  
 قبول کرو۔ وہ لوگ سلامت رہیں جو خدا کی  
 ہدایت کی پیروی کریں۔

شجاشی نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرمان کا ادب کیا  
 اور تحفہ تخائف روانہ کئے۔

کسری شاہ فارس کے خط میں لکھا تھا۔

فرمان نمبر ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

من محمد رسول الله الى كسرى عظيم  
فارس سلام على من اتبع الهدى و  
امن بالله ورسوله واشهد ان لا اله الا  
الله اما بعد فاني رسول الله الى الناس  
كافة لانذار من كان حيا اسلم تسلم  
فان ابیت فعلیک اثم المجوس -

ترجمہ :- خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو  
بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے (یہ خط ہے)  
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے جو خدا کا  
رسول ہے کسریٰ کی طرف جو فارس (ایران) کا  
بادشاہ ہے وہ لوگ سلامت رہیں جو خدا کی ہدایت  
کی پیروی کریں اور جو خدا اور اس کے پیغمبروں  
کو مان لیں اس کے بعد (میرا مطلب یہ ہے کہ)  
مجھ کو خدا نے تمام دنیا کے انسانوں کی طرف  
پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور تمام لوگوں کو جو زندہ  
دل ہیں (گناہ کی وجہ سے عذاب سے) ڈراؤں  
پس اگر تم نے میری باتوں کو مان لیا تو تم دنیا و  
آخرت میں (سلامت رہو گے اور اگر انکار کیا تو  
مجوسیوں کے گناہ کا بھی کچھ حصہ تمہارے ذمہ  
رہے گا۔

کسریٰ نے اس خط کو پھاڑ ڈالا آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم)

تے یہ سن کر فرمایا اللہ اس کے ملک کو پارہ پارہ کرے۔ ابن اسحاق کہتا ہے کہ کسریٰ نے اس خط کو پڑھ کر چاک کر ڈالا اور غصہ سے کہنے لگا کہ مجھ کو اور اس نے خط لکھا ہے اور میرے نام سے پہلے اپنے نام کو تحریر کیا ہے۔ باذان گورنر زمین کو لکھا جائے کہ فوراً وہ آدمی بھیج کر اس حجازی شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دے۔ چنانچہ باذان گورنر نے بانویہ اور خرخسره کو روانہ کیا۔ بانویہ اور خرخسره چند دنوں بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس مدینہ پہنچ گئے اور یہ کہا کہ :- ”ہمارے شاہنشاہ نے ملک باذان کو تمہاری گرفتاری کا حکم دیا ہے اور اس نے ہم کو اس امر پر مقرر کیا ہے۔ مناسب ہے کہ ہمارے ساتھ چلو اس میں تمہاری اور تمہاری قوم کی بہتری ہے اور اگر تم انکار کرو گے تو تمہارے حق میں بہت بڑا ہوگا تم خود ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ تمہاری قوم بھی تباہ کر دی جائے گی۔ تمہارا ملک لوٹ لیا جائے گا“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلام پر کچھ توجہ نہ کی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو ٹھہرایا اور اگلے دن پران کی باتوں کے جواب دینے کو موقوف رکھا۔ اتنے میں یہ الہام ہوا اللہ صلوات نے کسریٰ پر اس کے لڑکے شیروہ کو مستط کر دیا اور اس نے اس کو شب کے وقت فلاں اور فلاں مہینے میں قتل کر ڈالا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بانویہ اور خرخسره کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ بانویہ اور خرخسره کو اس کلام سے سخت تعجب ہوا۔ تھوڑی دیر تک خاموشی کی حالت میں بیٹھے رہے۔ پھر کچھ سوچ کر آنحضرت



صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے تم اس کہنے کا نتیجہ سمجھتے ہو کیا ہوگا۔ ہمارا شہنشاہ تم کو اور تمہاری قوم کو تباہ کر دے گا۔ اس سرزمین کی خاک تک کا پتہ نہ ملے گا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا :

وتم اس خیال و فکر میں نہ پڑ جاؤ اور ملک باذان کو اس واقعے سے اطلاع کرو اور میری طرف سے یہ کہو کہ میرا مذہب تمام عالم میں پھیلنے والا ہے۔ میرا غلبہ وہاں تک پہنچ جائے گا جہاں تک کسریٰ کا سکہ چل رہا ہے۔ ملک باذان اگر اسلام لاتے گا تو میں اس کو جس پر وہ متصرف ہے بحال رکھوں گا اور اس کو اس قوم کی سرداری دے دوں گا۔“

خرخرہ اور بانویہ یہ پیام لے کر جس وقت باذان کے پاس آئے اور اس سے ہو ہو بیان کیا۔ باذان نے کہا کہ۔  
 ”یہ کلام معمولی آدمی کا نہیں ہے۔ یہ باتیں نبیوں کی سی ہیں۔ میں اس کی پیشینگوئی کا نتیجہ دیکھتا ہوں کہ کیا ہوگا۔“

باذان اسی فکر و خیال میں تھا کہ شیروہ کا خط آپہنچا جس میں لکھا ہوا تھا کہ :-  
 ”وہیں نے کسریٰ کو اس وجہ سے قتل کیا

کہ وہ فارس پر ظلم کرتا تھا۔ شرفاء ملک  
 رؤسا شہر کو بلا وجہ قتل کرتا اور ان کے  
 مال و اسباب کو لوٹ لیتا تھا۔ جس وقت  
 میرا یہ فرمان سچھ کو ملے فوراً میری اطاعت  
 قبول کر لے۔ جیسا کہ اس سے پہلے تو  
 شاہان فارس کا مطیع تھا اور اس شخص  
 کی بابت جس کی گرفتاری کا کسریٰ نے  
 سچھ کو حکم دیا تھا یہ ہدایت کی جاتی ہے  
 کہ اس سے تا صدور حکم ثانی کچھ تعرض نہ  
 کرو۔“

باذان کو جس وقت شیروہ کا یہ فرمان ملا اس نے اس وقت  
 آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی تصدیق کی اور  
 آپ پر ایمان لایا۔ اس کے مسلمان ہوتے ہی دربار والے بھی  
 مسلمان ہو گئے۔ بانوہ نے باذان سے بعد واپسی مدینہ یہ بھی  
 کہا تھا کہ میں نے بڑے بڑے امراء و سلاطین سے باتیں کیں اور  
 ان کے ساتھ میں نے کھانا کھایا لیکن اس شخص سے زیادہ کسی  
 کا رعب میں نے نہ پایا۔ باذان نے دریافت کیا اس کے ساتھ  
 دستہ فوج جان نثاران رہتا ہے؟ اس نے کہا ”نہیں“  
 واقعہ کا بیان ہے کہ مقوقش بادشاہ قبط کو اسلام کی  
 دعوت دی گئی تھی لیکن یہ اسلام نہیں لایا۔

# موت متعلقات اور زیارت قبور

## کے متعلق چند احادیث

۱۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: "کثرت سے موت کو یاد کرو اس لیے کہ موت کا یاد کرنا گناہوں کو دور کرتا ہے۔"

جب انسان موت کو بکثرت یاد کرے گا تو دنیا میں جی نہ لگے گا اور طبیعت دنیا کے سامان سے نفرت کرے گی اور زاہد ہو جائے گا۔ اور آخرت کی طلب اور وہاں کی نعمتوں کی خواہش اور وہاں کے عذاب دردناک کا خوف ہوگا، پس ضرور ہے کہ نیک اعمال میں ترقی کرے گا اور گناہوں سے بچے گا اور تمام نیکیوں کی جڑ زہد ہے، یعنی دنیا سے بیزار ہونا۔ جب تک دنیا سے دور اس کی زینت سے علاقہ ترک نہ ہوگا پوری توجہ اللہ کی طرف نہیں ہو سکتی اور بار بار عرض کیا جا چکا ہے کہ امور ضروریہ دنیا و دیر جو اس پر موقوف ہیں عبادت کے وہ مطلوب ہیں اور دین میں داخل ہیں لہذا اس مذمت سے وہ خارج ہیں بلکہ جس دنیا کی مذمت کی جاتی ہے اس سے دو چیزیں مراد ہیں جو حق تعالیٰ سے غافل کرے گی، گو کسی درجہ میں سہی، جس درجہ کی غفلت ہوگی اسی

درجہ کی مذمت ہوگی، پس معلوم ہوا کہ موت کی یاد اور اس کا  
دھیان رکھنا اور اس نازک اور عظیم الشان سفر کے لیے نوشتہ  
تیار کرنا ہر عاقل پر لازم ہے۔

۲۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ: ”چوبیس بار روزانہ  
موت کو یاد کرے تو درجہ شہادت پاوے گا۔ سو اگر  
تم اس کو یاد کرو گے تو نگری کی حالت میں تو وہ یاد  
کرنا اس غمنا کو گرا دے گا۔“

یعنی جب غنی آدمی موت کا دھیان رکھے گا تو اس غمناکی  
اس کے نزدیک وقعت نہ رہے گی جو باعث غفلت ہے کیونکہ  
یہ سمجھے گا کہ عنقریب یہ مال مجھ سے جدا ہونے والا ہے، اس سے  
علاقہ پیدا کرنا کچھ نافع نہیں، بلکہ مضر ہے کیونکہ محبوب کا فراق  
باعث اذیت ہوتا ہے، ہاں وہ کام کریں جو وہاں کام آتے،  
وہاں ہمیشہ رہنا ہے، پس ان خیالات سے مال کا کچھ بڑا اثر نہ ٹریگا  
اور تم اسے فقر اور تنگی کی حالت میں یاد کرو گے تو وہ (یاد کرنا) تم  
کو راضی کر دیگا تمہارے بسر اوقات سے یعنی جو کچھ تمہاری تھوڑی  
سی معاش ہے اس سے راضی ہو جاؤ گے کہ چند روزہ قیام ہے  
پھر کیوں کریں۔ اس کا عوض حق تعالیٰ عنقریب نہایت عمدہ مرحمت  
فرماتے گا۔

۳۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”بیشک  
زمین ہر دن ستر بار پکارتی ہے اے بنی آدم کھا لو جو  
چاہو اور جس چیز سے رغبت کرو۔ پس خدا کی قسم البتہ

ہیں ضرور تمہارے گوشت اور تمہارے پوست کھاؤں  
گی۔“

اگر شبہ ہو کہ ہم تو آواز زمین کی سنتے نہیں تو ہم کو کیا فائدہ ہے  
جواب یہ ہے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے  
ارشاد عالی سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ زمین اس طرح کہتی ہے تو  
جیسے زمین کی آواز سے دنیا دل پر سرد ہو جاتی ہے اسی طرح اب  
بھی اثر ہونا چاہیے۔ کسی چیز کے علم کے واسطے یہ کیا ضرور ہے  
کہ اس کی آواز ہی سے علم ہو بلکہ مقصود تو اس کا علم ہونا ہے خواہ  
کسی طریق سے ہو، مثلاً کوئی شخص دشمن کے لشکر کو آتا دیکھ کر  
جیسا گھبراتا ہے اور اس سے مدافعت کے سامان کرتا ہے اسی  
طرح کسی معتبر شخص کے خبر دینے سے بھی گھبراتا ہے، کیوں کہ  
دونوں صورتوں میں اس کو دشمن کے لشکر کا آنا معلوم ہو گیا جو  
گھبراتے اور مدافعت کے سامان کا باعث ہے اور کوئی مختبر جناب  
رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر بلکہ آپ  
کے برابر بھی نہیں ہو سکتا پس اس لیے آپ کے فرمودہ کا تو  
بطریق اولیٰ اعتبار ہونا چاہیے کیونکہ آپ نہایت سچے ہیں۔

۴ - حدیث میں ہے: ”جو نہلاوے مردے کو پس ڈھک

لے اس کو (یعنی بری بات مثلاً صورت کا بگڑ جانا  
وغیرہ ظاہر ہو) چھپالے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ  
(یعنی آخرت میں گناہوں کی وجہ سے اس کی رسوائی  
نہ ہوگی) اور جو کفن دے مردے کو تو اللہ تعالیٰ آخرت

ہیں اس کو سندس (جو ایک بار یک ریشمین کپڑے کا

نام ہے) پہناوے گا۔“

بعضے جاہل مردے کے کام سے ڈرتے ہیں اور اس کو منحوس سمجھتے ہیں یہ سخت بیہودہ بات ہے، کیا ان کو مرنا نہیں؟ چاہیے کہ خوب مردے کی خدمت کو انجام دے اور ثواب حاصل کرے اور اپنا مرنا یاد کر کے کہ اگر ہم سے بھی لوگ ایسے بچیں جیسے کہ ہم بچتے ہیں تو ہمارے جنازہ کی کیا کیفیت ہوگی اور عجب نہیں کہ حق تعالیٰ بدلہ دینے کو اس کو ایسے ہی لوگوں کے حوالہ کر دے۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ فرمایا :-

۵۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غسل دے

مردے کو اور اسے کفن دے اور اس کے کافور وغیرہ لگائے اور اٹھاوے اس کے جنازہ کو اور اس پر نماز پڑھے اور نہ ظاہر کرے اس کی وہ (مربی) بات جو دیکھے اس سے دور ہو جائے گا اپنے گناہوں سے اس طرح جیسے کہ اس دن جب کہ اس کی ماں نے اس کو جناتھ (کہ گناہوں) سے دور تھا یعنی صغیرہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔“ علی ما قالوا

۶۔ حدیث میں ہے :- ”جو نہلائے گا مردے کو پس چھپا لے اس کے (عیب) کو تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو اسے کفن دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا سندس اور اشترق پہناوے گا۔“

واضح ہو کہ جس قدر فضیلت اور ثواب مردے کی خدمت کا اس وقت تک بیان کیا گیا سب اس صورت میں ہے جب کہ محض اللہ تعالیٰ کے واسطے خدمت کی جائے دکھاوے کے طور پر یا اجرت وغیرہ لے کر نہ کرے اگر اجرت لی تو ثواب نہ ہوگا، جو از اجرت امر دیگر ہے اور تمام دینی کام جو اجرت لے کر کیے جاتے ہیں بعضے تو ایسے ہیں جن پر اجرت لینا حرام ہے اور بعضے ایسے ہیں جن پر اجرت لینا جائز ہے اور وہ مال حلال ہے مگر ثواب نہیں ہوتا، خوب تحقیق کر کے اس پر عمل درآمد کرنا چاہیے۔

یہ موقعہ تفصیل کا نہیں ہے مگر ان امور کے متعلق ایک مفید ضروری بات عرض کرتا ہوں تاکہ اہل بصیرت کو تنبیہ ہو، وہ یہ ہے کہ جن اعمالِ دینیہ پر اجرت لینا جائز ہے ان کے کرنے سے بالکل ثواب نہیں ملتا مگر چند شرطوں پر ثواب بھی ملے گا، خوب غور سے سنو! کوئی غریب آدمی جس کی بسر اوقات اور نفقات واجبہ کا سوائے اس اجرت کے کوئی ذریعہ نہیں، وہ بقدر حاجت ضروریہ دینی کام کر کے اجرت لے اور یہ خیال کرے سچی نیت سے کہ اگر ذریعہ معیشت کوئی اور ہوتا تو میں ہرگز اجرت نہ لیتا اور حسبتہً لہ کام کرتا۔ یا اب حق تعالیٰ کوئی ذریعہ ایسا پیدا کر دے تو میں اجرت چھوڑ دوں اور مفت کام کروں تو ایسے شخص کو اپنی خدمت کا ثواب ملے گا کیونکہ اس کی نیت اشاعتِ دین ہے مگر معاش کی ضرورت مجبور کرتی ہے اس لئے اس نیت یعنی تحصیل معاش کا بھی ثواب ملے گا اور نیت کے ہونے سے یہ دونوں ثواب

ملیں گے۔

۶۔ حدیث میں ہے جو اٹھاوے چاروں طرفین چار پائی جنازے کی تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۷۔ حدیث میں ہے افضل اہل جنازہ کا (یعنی جو جنازے کے ہمراہ ہوتے ہیں) ان میں وہ ہے جو ان میں بہت ذکر (اللہ تعالیٰ) کا کرے اس جنازہ کے ساتھ اور جو نہ بیٹھے یہاں تک کہ جنازہ زمین پر رکھ دیا جائے اور زیادہ پورا کرنے والا پیمانہ (ثواب) کا وہ ہے جو تین بار اس پر مٹھی بھر خاک ڈالے (یعنی ایسے شخص کو خوب ثواب ملے گا)۔

۸۔ حدیث میں ہے کہ: "اپنے مردوں کو نیک قوم کے درمیان دفن کرو اس لیے کہ بے شک مردہ اذیت پاتا ہے بوجہ بڑے پڑوسی۔"

اور صورت اذیت کی یہ ہے کہ بڑے پڑوسیوں پر جو عذاب ہوتا ہے اور وہ اس کی وجہ سے روتے چلاتے ہیں اس وادیلہ کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ زندگی میں بڑے پڑوسی کی وجہ سے اذیت پاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگان دین اور اولیاء کرام کے مزارات شریفہ کے قریب دفن کرنا بدجا اولیٰ ہو۔

۹۔ حدیث میں ہے کہ: "جنازے کے ہمراہ کثرت سے



لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ . پڑھو

جنازے کے ہمراہ اگر ذکر اللہ کرے تو آہستہ کرے اس لیے  
کہ زور سے ذکر کرنا جنازے کے ساتھ ناشافی ہیں مکروہ لکھا  
ہے۔

۱۰۔ صحیح حدیث میں ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے

کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

دو زیارت کرو قبروں کی اس لیے کہ زیارت

قبروں کو نرم کرتی ہے اور دل کی نرمی

سے نیکیاں عمل میں آتی ہیں اور رلاتی ہے

ہر آنکھ کو اور یاد دلاتی ہے آخرت کو اور

تم نہ کہو کوئی غیر مشروع بات قبر پر۔

۱۱۔ حدیث میں ہے کہ: ”زیارت قبور سنت

ہے اور خاص کر جمعہ کو۔“

۱۲۔ حدیث میں ہے: ”جو ہر (جمعرات) جمعہ کو

والدین کی قبر کی زیارت کرے گا تو اس کی

مغفرت کی جائے گی اور وہ خدمت گزار

والدین کا لکھ دیا جائے گا“ (نامہ اعمال میں)

(رواہ البیہقی مرسلًا)

اور قبروں پر جا کر اول اس طرح سلام کرے۔

السلام عليك يا اهل القبور من

المؤمنين والمسلمين يخفر الله

لنا ولکم اتتم سلفنا ونحن بالامر-

جیسا کہ ترمذی اور طبرانی ہیں یہ الفاظ سلام موتی کے لیے آئے ہیں اور قبلہ کی طرف پشت کر کے اور میت کی جانب منہ کر کے قرآن مجید پڑھے جس قدر ہو سکے۔

۱۳ - حدیث میں ہے :-

”جو قبروں پر گزرے اور سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر مردے کو بخشنے تو موافق شمار مردوں کے اس کو بھی ثواب دیا جائے گا۔“

۱۴ - نیز حدیث میں ہے کہ :-

”جو قبرستان میں داخل ہو پھر سورہ الحمد اور سورہ اخلاص اور سورہ تکوین پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخشنے مردے اس کی شفاعت کریں گے۔“

۱۵ - اور نیز حدیث میں ہے کہ :-

”جو کوئی سورہ یسین قبرستان میں پڑھے تو مردوں کے عذاب میں اللہ تعالیٰ تخفیف فرمائے گا اور پڑھنے والے کو بشمار ان مردوں کے ثواب دے گا۔“

۱۶ - حدیث میں ہے کہ :-

”نہیں ہے کوئی مرد کہ گزرے کسی ایسے شخص کی قبر پر جسے وہ دنیا میں پہچانتا تھا۔“

پھر اس پر سلام کرے، وہ میت اس کو  
 پہچان لیتا ہے اور اس کو سلام کا جواب  
 دیتا ہے (گو اس کے جواب کو سلام کرنے  
 والا نہیں سنتا)۔

۱۶۔ نقل ہوا اللہ شریف کے فضائل میں ابو محمد سمرقندی،  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں  
 جو شخص قبرستان میں گزرے وہ کیا رہ  
 مرتبہ اس سورہ شریف کو پڑھ کر اہل قبور  
 کو اس کا ثواب بخش دے تو پڑھنے والے  
 کو اتنا ثواب ملے گا جس قدر مردے کو  
 اس قبرستان میں دفن ہیں۔

